سوال

(222) قرضہ لے کر زمین گروی رکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تھنہ ضلع اٹک سے مولانا محمد اسحاق سلفی (خریداری نمبر 3118) لکھتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں لوگ کئی کئی سال کے لئے لوگ قرضہ لے کر اپنی زمین گروی رکھتے ہیں پھر قرضہ دینے والا اس عرصہ میں بلا شرکت غیرے اس زمین سے پیداوار لیتا ہے۔ کیا ایسا کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے۔ ؟مجھے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام مولنا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمایئں کہ گروی رکھی ہوئی چیز سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرض دینے کے بعد اس کی واپسی کو یقینی بنانے کے لئے مقروض کی کوئی چیز اپنے پاس رکھنا گروی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوران سفر اگر قرض کی دستاویز تیار کرنے والا کوئی کاتب نہ ملے تو گروی کا معاملہ کیا جاسکتا ہے۔ اس گروی شے سے فائدہ لینے کے متعلق علماء حضرات کی مختلف آراء ہیں جن کی تفصیل حسب زیل ہے :

1۔ مطلق طور پر گروی شدہ چیز سے فائدہ لیا جاسکتا ہے یہ جائز اور مباح ہے۔

2۔ گروی چیز کی بنیاد قرض ہے۔ اور جس نفع کی بنیاد قرض ہو وہ سود ہوتا ہے۔ لہذا اگر گروی شدہ چیز سے فائدہ اٹھانا سود کی ایک قسم ہے اور ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

3۔ حقیقت کے اعتبار سے گروی شدہ چیز چونکہ اصل مالک کی ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت اور نگہداشت کرنا اس کی زمہ داری ہے۔ اگر ایسا کرنا ناممکن اور دشوار ہو یا وہ خود اس زمہ داری سے دستبردار ہوجائے تو جس کے پاس گروی رکھی ہے وہ بقدر حفاظت ونگہداشت اس سے فائدہ اٹھانے کا مجاز ہے۔

ہمارے نزدیک یہ آخری موقف کچھ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے البتہ اس میں کچھ تفصیل ہے۔ کہ اگر گروی شدہ چیز دودھ دینے والا یا سواری کے قابل کوئی جانور ہے۔ تو اس کی حفاظت ونگہداشت پر اٹھنے والے اخراجات کے بقدر اس سے فائدہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں اصل مالک کے زمہ اس کی حفاظت ونگہداشت کا بوجھ ڈالنا فریقین کے لئے باعث تکلیف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کہ سواری کا جانور اگر گروی ہے تو اس پر اٹھنے والے اخراجات کی وجہ سے سواری کی جاسکتی ہے اور اگر دودھ دینے والا جانور ہے تو اخراجات کی وجہ سے اس کا دودھ پیا جاسکتا ہے۔ اور جو سواری کرتا ہے یا دودھ پیتا ہے۔ اس کے زمہ اس جانور کی حفاظت ونگہداشت کے اخراجات ہیں۔'' (صحیح بخاری :الرھن 2512)

واضح رہے کہ سواری کرنے یا دودھ پینے کی منفعت اس پر اٹھنے والے اخراجات کی وجہ سے ہے اور اس سے مراد اصل ماک نہیں بلکہ وہ آدمی ہے۔ جس کے پاس گروی رکھی گئی ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دار قطنی :البیوع 2906)

نیز اخراجات برداشت کرنے کے بدلے وہی شخص فائدہ لے سکتا ہے۔ جس کے پاس گروی رکھی گئی ہے۔ کیوں کہ اصل مالک کا انتفاع تو اخراجات برداشت کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے مالک ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔ نیز یہ فائدہ بھی اپنے استعمال کی حد تک ہے۔ اس دودھ کو بیچنا یا سواری کے جانور کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے۔ بعض حضرات اس حد تک احتیاط کی تلقین کرتے ہیں۔ کہ اخراجات سے زائد فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے چنانچہ ابراہیم نخعی کہتے ہیں ''کہ اگر سواری کا جانور گروی رکھا گیا ہے تو اس پر اخراجات کے بقدر سواری کی جا سکتی ہے۔ اس طرح دودھ کے جانور سے چارے کے بمقدار دودھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے کہ چارے کی قیمت سے زائد دودھ حاصل کرنا سود ہے۔ (فتح الباری :5/178)

لیکن اس قدر باریک حساب کتاب محض تکلف ہے۔ اگر گروی شدہ چیز ایسی ہے۔ کہ اس کی حفاظت و نگہداشت پر کچھ خرچ کرنا نہیں ہوتا مثلاً زیورات یا قیمتی دستاویزات وغیرہ تو ایسی چیز سے فائدہ لینا درست نہیں ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنا گویا اپنے قرض کے عوض فائدہ اٹھانا ہے۔ جس میں سود کا واضح شائبہ ہے۔ اگر گروی شدہ چیز زمین کی صورت میں ہے۔ جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارے برصغیر کے علماء میں اختلاف ہے۔ مولان محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی ذکر کردہ حدیث پر قیاس کرتے ہوئے گروی شدہ زمین سے فائدہ اٹھانے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ثنائیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (409/1) فتاویٰ ثنائیہ میں ہی مولانا شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مفصل جواب دیا ہے کہ : دعویٰ عام کے لئے دلیل بھی عام ہی درکار ہوتی ہے۔ پھر یہاں عام یا غیر مخصوص کو منصوص مخصوص پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ جو حکم خلاف قیاس ہو وہ مورد نص پر منحصر رہتا ہے۔ کیوں کہ اصل اموال میں حرمت قطعی ہے اس لئے جب تک صحیح دلیل سے حلت کی تصریح نہ ہو قیاس سے اس کی حلت ثابت نہ ہوگی خصوصاً جو حکم خلاف قیاس ہو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فتاویٰ ثنائیہ میں یہ بحث طویل اور لائق مطالعہ ہے۔ سید نزیر حسین دہلوی۔ مولان عبدالرحمٰن مبارک پوری۔ مولانا عبدالوہاب۔ مولانا سید عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی اور مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ عدم جواز کے قائل ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث بخاری پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''کہ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو مرہونہ چیز سے فائدے کے قائل ہیں۔ جبکہ اس کی نگہداشت کی جائے۔ اگرچہ اصل مالک اجازت نہ دے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مرتہن کو اٹھنے والے اخراجات کے مقابلے میں صرف سواری کرنے اور دودھ لینے کا حق ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی قسم کا فائدہ نہیں لیا جا سکتا جیسا کہ حدیث کے مفہوم سے متبادر ہے۔ البتہ جمہور اہل علم کا موقف ہے کہ جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھی ہوئی ہے۔ وہ اس چیز سے کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا مذکورہ حدیث کے متعلق ان کا یہ موقف ہے۔ کہ اس میں فائدہ اٹھانے کا ذکر ہے۔ اور ایسا کرنا خلاف قیاس ہے۔ لہذا مورد نص پر منحصر رہے گا۔ لہذا اس پر مذید قیاس کر کے انتفاع کا دروازہ کھولنا صحیح نہیں ہے۔ خلاف قیاس اس لئے ہے کہ اس میں اصل مالک کی اجازت کے بغیر سواری کرنے اور دودھ لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی جانور کا دودھ نہ حاصل کیا جائے۔ (صحیح بخاری :اللقطہ 2425)

پھر اس میں استفادے کا حق صرف اخراجات برداشت کرنے کی وجہ سے ہے۔ قرضے کے عوض فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ (فتح الباری :5/178)

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سید نزیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ مع سوال درج کر دیا جائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:254